سید محمد یونس بخاری

غزل

سوچ کے پاؤں میں تو افلاس کی گرہیں نہ ڈال
عمر کے لمبے سفر میں یاس کی گرہیں نہ ڈال

گمشدہ سچائیوں سے بے وجہ منکر نہ ہو
واہمے کی ڈور میں تو آس کی گرہیں نہ ڈال

بے ثمر اشجار سے خوش کن توقع ہے فضول
سوکھے پتوں میں کسی باس کی گرہیں نہ ڈال

چاندنی راتوں میں عصیاں کی سیاہی دیکھ کر
اے دلِ ناداں غلط احساس کی گرہیں نہ ڈال

کاغذی پیکر ترا یونہی اڑا لے جائیں گی
آندھیوں کو تو فضائے راس کی گرہیں نہ ڈال

جو تیرے ادراک کی حد میں بھی آ سکتا نہیں
اس میں اپنی عقل کے خناس کی گرہیں نہ ڈال

قریۂ اغراض کا ماحول ہے دشمن تیرا
تو اسے یونسؔ ملائم گھاس کی گرہیں نہ ڈال

○

غزل

رنگِ بہاراں کی امیدیں لوگوں کو صحراؤں سے
کتنی عجب ہے ہریالی کی خواہش اور خزاؤں سے

بے چینی کی دھوپ کڑی ہے ہر سو بھوک کے سائے ہیں
کوئی گھر محفوظ نہیں ہے غم کی اُود بلاؤں سے

مہر و وفا سب فرضی قصے امیدیں افسانے ہیں
چہرہ چہرہ سلگ رہا ہے شہر کی تلخ فضاؤں سے

وقت کی لہریں لے ڈوبی ہیں ان سرسبز درختوں کو
رہگیروں نے لطف اٹھایا جن کی ٹھنڈی چھاؤں سے

نغمہ و سنے سے ابھرے کیسے اب کوئی تصویر جنوں
شعلوں کی سی لپک ہے عنقا ان پُر کار نواؤں سے

سکھ کا لفظ پڑھا ہے یونسؔ اخباروں کی سطروں میں
قریہ قریہ ڈھونڈوں اُس کو بے معنی آشاؤں سے

○